رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اُسکو قبول نکیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کردیگا (الہام مسیح موعود)

الفضل

چندہ غیر ممالک سے سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

جلد ۵ | ۱۸ جون ۱۹۱۸ء | سہ شنبہ | مطابق ۸ رمضان المبارک ۱۳۳۶ھ | نمبر ۹۸

مدینۃ المسیح

الحمد للہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نے بمعہ تمام قافلہ کی بخیر کو دارو دار الامان ہو کر ہماری آنکھوں کو نور اور دل کو سرور سے بھر دیا۔ حضور کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین کو بھی دن بدن افاقہ ہو رہا ہے۔ پھوڑا اچھا ہو رہا ہے۔ احباب دعاؤں میں مشغول رہیں۔ کہ خدا تعالیٰ کامل صحت بخشے۔

جناب حافظ روشن علی صاحب کچھ عرصہ کے لئے بمبئی میں ہی رہیں گے۔ اور لیکچروں اور درس کے ذریعہ تبلیغ حق کریں گے۔ موسم اگرچہ نہایت گرم ہے لیکن بعض اوقات تھوڑا سا چھڑکاؤ ہو جانے اور تیز ہوا چلنے سے گرمی میں کسی قدر تخفیف رہتی ہے۔

اخبار احمدیہ

عدن میں تبلیغ

اخویم الٰہی بخش صاحب عدن سے لکھتے ہیں:۔ ڈاکٹر حاجی خان یوسف زئی کی بیعت کے متعلق سن کر خوشی ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔ کہ ہمارے بچھڑے ہوئے بھائیوں کو جو بعض ابتلاؤں کی وجہ سے۔ ہم سے علیحدہ ہو گئے ہیں۔ ہمارے ساتھ ملائے جاتا ہے۔ جب سے ڈاکٹر صاحب نے بیعت کی ہے۔ ان کی طبیعت میں ایک نمایاں تبدیلی ہے۔ اور تبلیغ کے واسطے خوب جوش اور محبت رکھتے ہیں۔ پہلے میں اور ڈاکٹر صاحب ایک میل کے فاصلہ پر رہتے تھے۔ اب تین ماہ سے ان کی تبدیلی اور جگہ ہو گئی ہے۔ جو مجھ سے ۷ میل کے فاصلہ پر ہے۔ جہاں میں تو نہیں جا سکتا وہ میرے پاس قریباً ہر اتوار آجایا کرتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کچھ عربوں کو جو کہ نقشبندی طریقہ پر چل رہے ہیں تبلیغ کی تھی۔ انھوں نے وہ باتیں اپنے مشائخوں سے دریافت کیں۔ انھوں نے کہا اگر وہ مہدی خراسان سے اور سلمان فارسی کی نسل سے ہے تو یہ جو بیان کرتے ہیں۔ سچ ہے۔ کچھ عربی کی کتابیں جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ہیں آتا ہوا ہمراہ لے آیا تھا۔ وہ ان کو پڑھنے کے لئے دی ہیں۔ ایک روز تین شخص جن میں سے ایک ان کا شیخ تھا۔ میری ملاقات کو آئے تھے۔ وہ شیخ میری اور ڈاکٹر صاحب کی باتیں سنتا تھا اور زار زار روتا تھا۔ پھر اسی روز ہم کو وہ ایک بڑے شیخ کے پاس لے گئے جو عدن میں رہتا ہے۔ اس نے ہم سے جو جو باتیں حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق

دریافت کیں ہم بتاتے گئے۔ جنہیں سن کر وہ خوش ہوا۔ پھر اس نے کہا کہ ہم کو اپنی کتابیں دو ہم پڑھ کر اور دیکھ کر انشاء اللہ تصدیق کریں گے۔ اور آپ کے خلیفہ صاحب کے پاس خط بھیجینگے۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ ہم اس جگہ دو سو آدمی اس عقیدے کے ہیں۔ اس جگہ ایک مبلغ کی سخت ضرورت ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے مجھ سے کہا ہے۔ کہ جب تک وہ یہاں ہیں مبلغ کی خوراک اور رہائش وغیرہ کے وہ ذمہ دار ہیں۔ باقی اخراجات جو کچھ مبلغ کے کھانے اور آمدورفت کے ہوں وہ انجمن دیوے۔ عدن میں کسی قسم کا خوف و خطرہ نہیں۔ سرکار انگریزی سے عدن آنے کے واسطے اجازت کی ضرورت ہے۔

دعا کا اثر

ایک احمدی ڈاکٹر فیلڈ سروس سے لکھتے ہیں۔ عرصہ تین ماہ کا ہوا ایک صاحب بہادر بہت سخت بیمار ہوگئے تھے۔ اپنڈسٹی کی بیماری پائی گئی۔ اور اپریشن ہوا مگر کامیابی نہ ہوئی۔ دوبارہ اپریشن ہوا مگر حالت بہت نازک ہوگئی۔ بہت اضطراب اور کرب کی حالت میں مجھے کہنے لگے۔ کہ اب میرا بچنا محال ہے۔ کوئی صورت ہے کہ میں جانبر ہو جاؤں۔ میں نے کہا ایک صورت ہے کہ۔ اب جبکہ سب ڈاکٹر جواب دے چکے اور مایوس ہو چکے ہیں۔ اس نازک حالت میں آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ وہ رحم و فضل کرنے والا اور شفا دینے والا ہے۔ انہوں نے مجھے بھی تاکیداً کہا کہ احقر ان کے لئے دعا کرے عاجز نے خود بھی دعا کی اور برادران کو بھی ایسا کرنے کے لئے عرض کیا گیا۔ دوسرے روز ہی حالت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہ صحت نظر آئی۔ ان کو اس بات کا یقین ہوگیا کہ یہ دعا کا اثر ہے۔ چنانچہ ایک روز انہوں نے دو اعلیٰ افسروں کے روبرو اس بات کا اظہار کیا کہ ان کی صحت عاجز کی دعاؤں کی وجہ سے ہے۔ چند روز بعد وہ واپس انڈیا بھیجے گئے۔ تین روز ہوئے کہ پھر واپس آئے ہیں۔ انہوں نے دیگر صاحبان کے درمیان کھلم کھلا ذکر کیا ہے کہ وہ دعاؤں کے بہت قائل ہیں۔ اور یہ کہ عاجز سے ان کو خاص انس ہے۔ کیونکہ آتے ہی ان کو اوٹ پوسٹ پر جانا پڑا۔ اس لئے خود تو نہیں۔ مگر دو افسروں کے ذریعہ بہت شوقیہ سلام کہلا بھیجا ہے اور کہلا بھیجا ہے کہ وہ خود آکر ملاقات کرنے کا بہت شوق رکھتے ہیں۔

پنجاب پبلسٹی کمیٹی میں احمدیہ پریس کا قائم مقام

حال میں پنجاب پبلسٹی کے نام سے ایک کمیٹی بنی ہے جس کا کام پبلک کو جنگ کے متعلق صحیح اطلاعات بہم پہنچا کر اس میں وہ جوش و خروش پیدا کرنا ہے جو جنگ کو کامیاب بنانے کے لئے ضروری ہے۔ اسی مقصد کے لئے مندرجہ ذیل ذرائع سے کام لیا جائیگا۔

(۱) اخبارات اور لٹریچر۔ (۲) کالجوں اور سکولوں کے طلباء میں تحریک ہمدردی کی اشاعت (۳) تقاریر و اشتہار وغیرہ (۴) تفریحی تماشے نمائش وغیرہ (۵) عورتوں میں جنگ کے متعلق صحیح معلومات کی اشاعت ۸ جون کو اس کا پہلا اجلاس بوقت ۲ بجے دوپہر بارنس کورٹ (پنجاب گورنمنٹ ہوس) شملہ میں ہوا۔ ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب نے جلسہ کا افتتاح کرتے ہوئے اس کمیٹی کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی اور کئی ایک سرکاری و غیر سرکاری اشخاص کو کمیٹی کا ممبر نامزد کیا۔ غیر سرکاری اصحاب میں مکرم جناب چودھری ظفر اللہ خانصاحب بی۔ اے بیرسٹر ایٹ لا احمدیہ پریس کے قائم مقام کی حیثیت سے منتخب کئے گئے۔

انجمن احمدیہ بصرہ اور اسکا ماہوار چندہ

بابو علی حسن صاحب پریزیڈنٹ انجمن احمدیہ بصرہ لکھتے ہیں کہ انجمن احمدیہ بصرہ کی بنیاد ماہ فروری میں رکھی گئی تھی۔ جس کے اس وقت صرف سات ممبر تھے۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے ۲۳ ممبر ہو گئے ہیں۔ جن میں سے تین نو مبائعین ہیں۔ پرسوں اتوار کے جلسہ میں یہ تحریک کی گئی کہ ہندوستان میں چونکہ آجکل اخراجات بڑھے ہوئے ہیں۔ اس لئے احباب کم از کم اپنی تنخواہ کا دسواں حصہ چندہ میں دیا کریں۔ جس کو سب احباب نے بخوشی منظور کر لیا۔

اس خط کے بعد دوسرے خط میں لکھتے ہیں۔ کہ پرسوں انجمن کا اجلاس ہوا۔ اور چندہ خاص (یعنی تنخواہ کا عشر) کے حساب سے ۱۰۹ روپیہ کی رقم جمع ہوئی۔ ابھی تک چند ممبروں نے چندہ خاص عطا نہیں فرمایا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اتوار تک سب رقوم وصول ہو جائیگی۔ امید ہے کہ رقم مبلغ ۱۵۰ روپیہ ہو جائیگی۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کے مال و جان اور عزت میں ترقی دے۔ اور خدمات دین کی پہلے سے زیادہ توفیق رفیق کرے۔

سنام میں تبلیغ

ماسٹر مولا بخش صاحب سائنس ماسٹر مڈل سکول سنام اطلاع دیتے ہیں۔ کہ یہاں شیخ چراغ الدین صاحب مبلغ کا حضرت مسیح موعود کے دعوے کے متعلق لیکچر ہوا۔ تین شخصوں نے بیعت کی۔ چونکہ یہاں کوئی انجمن نہ تھی اس لئے انجمن احمدیہ قائم کی گئی

موضع دھدرا میں تبلیغ

ضلع گجرات کے موضع دھدرا سے جناب حافظ غلام رسول صاحب اطلاع دیتے ہیں۔ کہ موضع مذکور میں تبلیغ کی۔ اور پانچ کس سلسلہ حقہ میں داخل ہوئے وصولی چندہ کا کام بھی نہایت مستعدی سے ہو رہا ہے۔

"خانبہادر" کا خطاب

جماعت احمدیہ میں یہ خبر نہایت فرحت اور انبساط سے سنی جائیگی کہ خانصاحب محمد علی خانصاحب بنگش پولیٹیکل تحصیلدار بنوں کو جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مخلص اور پرجوش احباب میں سے ہیں گورنمنٹ عالیہ نے سالگرہ شہنشاہ معظم کی تقریب پر "خان بہادر" کے خطاب سے معزز فرمایا ہے ہم خانبہادر موصوف کو صدق دل سے مبارکباد عرض کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ آپکو بیش از بیش دینی اور دنیوی درجات عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

الفضل

قادیان دارالامان - ۱۸ - جون ۱۹۱۸ء سہ شنبہ

آریہ اخبارات کا طوفان بے تمیزی

درثمین کے خلاف

۳۰- مئی کے اخبار آریہ گزٹ میں ایک مضمون بعنوان "قادیانی احمدیوں کی شرارت" شائع ہوا تھا جس میں آریہ سماج کے ایک مہاشہ دیوی چند صاحب کی روایت پر جو حبر سے ایم - اے کی ڈگری پائے ہوئے ہیں - ہمارے مدرسہ تعلیم الاسلام ہائی اسکول کے متعلق یہ بے پر کی اڑائی گئی تھی - کہ اس کے تعلیمی کورس میں ایک کتاب درثمین داخل ہے - جو آریہ لڑکوں کو جبراً پڑھائی جاتی ہے - حالانکہ اس میں آریوں کی سخت دل آزاری کی گئی ہے -

چونکہ اس غلط بیانی کا تعلق سکول سے تھا اس لیے سکول کی ہی طرف سے جواب دیا گیا - کہ یہ بالکل غلط ہے - کہ درثمین سکول میں پڑھائی جاتی ہے پس جب یہی بات غلط ہو گئی تو اس کا آریہ طلباء کو مجبور کر کے پڑھانا ساتھ ہی غلط ہو گیا - اب بجائے اس کے کہ آریہ گزٹ اپنی دروغگوئی پر نادم ہو کر اپنے الفاظ واپس لیتا - دیگر آریہ اخبارات بھی اس غلط بیانی کی تشہیر کر رہے ہیں - اور خواہ مخواہ نعل در آتش ہو رہے ہیں - اگر ان کی غلط بیانی تعلیم الاسلام ہائی سکول میں "درثمین" کے پڑھانے تک ہی محدود رہتی - تو اس کا سکول کی طرف سے ایسا معقول جواب دیا جا چکا تھا کہ جس کے بعد ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہ تھی - لیکن افسوس کہ آریہ اخبارات نے اس غلط بیانی کو فتنہ انگیزی کی حد تک پہنچا دیا ہے - اور سب سے بڑھ کر یہ کہ گورنمنٹ کو اس کتاب کے ضبط کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں - اس لیے ہمیں بھی قلم اٹھانے کی ضرورت پڑی ہے -

پیشتر اس کے کہ ہم درثمین کے متعلق کچھ لکھیں یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے - کہ خدا کی شان وہ قوم جس کا مذہبی لٹریچر دیگر مذاہب کے متعلق اپنی درشتی اور شر انگیزی کی وجہ سے خاص طور پر مشہور ہے - جس کی سخت گوئی اور درشت کلامی خاص کر مذہب اسلام اور بانی سلسلہ احمدیہ کے متعلق حد سے بڑھی ہوئی ہے - وہ ایک ایسی کتاب کے خلاف طوفان بے تمیزی برپا کرتی ہے - جس میں نہ اس کی طرح واقعات اور مسائل کو توڑ مروڑ کر لکھا گیا ہے نہ غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے - اور نہ افترا پردازی اور دھوکہ دہی کو کام میں لایا گیا ہے - بلکہ جو کچھ لکھا گیا ہے - وہ ان کے مسلمہ عقائد اور صحیح واقعات کی بنا پر لکھا گیا ہے - پس یہ نہایت ہی تعجب انگیز بات ہے - کہ آریہ صاحبان اس کتاب کے خلاف تو شور مچا رہے ہیں - اور گورنمنٹ کو اس کے ضبط کرنے کا مشورہ دے رہے ہیں - لیکن اپنے لٹریچر کی طرف سے جس میں محض مسلمانوں کی دل آزاری کی غرض سے جھوٹے اور بے سروپا اعتراضات کیے گئے ہیں - آنکھیں بند کیے ہوئے ہیں - ہمیں آریہ اخبارات سے اس مشورہ کے متعلق کوئی فکر نہیں - جو وہ گورنمنٹ کو دے رہے ہیں کیونکہ گورنمنٹ ان کے لٹریچر سے خوب واقف ہے - اور ان کے اور ہمارے لٹریچر کا اچھی طرح موازنہ کر سکتی ہے - لیکن ہم پوچھتے ہیں آریہ اخبارات درثمین کے متعلق گورنمنٹ کو یہ مشورہ دیتے کس منہ سے رہے ہیں کیا وہ نہیں جانتے - کہ ان کی نہایت دل آزار اور دل شکن تحریریں ابھی تک ان کی کتابوں میں موجود ہیں - اگر جانتے ہیں - تو پھر وہی بتلائیں کہ وہ کتابیں حد درجہ کی شر انگیز اور فتنہ پرداز ہونے کی وجہ سے کیوں قابل ضبط نہیں ہیں - کاش آریہ اخبارات درثمین کے خلاف آواز اٹھانے سے پہلے اپنے گھر میں نظر ڈال کے دیکھ لیتے - لیکن خیر اگر انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا - اور دوسروں کی آنکھ کا تنکا ہی دیکھتے ہیں - تو ہم اس تنکے کی بھی حقیقت بیان کیے دیتے ہیں -

آریہ اخبارات کو معلوم ہونا چاہیے کہ کتاب درثمین حضرت مرزا صاحب کی نہ تو کوئی مستقل تصنیف ہے اور نہ تالیف - بلکہ ان نظموں کے مجموعہ کا نام ہے - جو آپ کی مختلف تصانیف میں مختلف اوقات میں شائع ہوتی رہی ہیں - اور یہ مجموعہ پہلے پہل حکیم فضل الدین صاحب مرحوم بھیروی نے اپنے مطبع ضیاء الاسلام میں بیسویں صدی کے شروع ہونے سے بھی پہلے اسی نام سے شائع کیا تھا اس کے بعد جوں جوں حضرت مرزا صاحب کی تصنیفیں بڑھتی گئیں - اور نظموں میں زیادتی ہوتی گئی نئے ایڈیشن میں ان کا اضافہ ہوتا رہا - اور یہی مجموعہ ہے جس کے خلاف اب آریہ اخبارات نے شور مچانا شروع کیا ہے -

پیشتر اس کے کہ ہم ان کے شور و شر کی بیہودگی ظاہر کریں - یہ بتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب جو شعر کہتے تھے - وہ ان شعرا کی طرح نہ کہتے تھے - جو دور از کار تخیلات اور غلط واقعات پر

تک بندی کرنے ہیں۔ بلکہ آپ صحیح واقعات اور درست حالات کو اشعار میں بیان فرماتے اور دینی و مذہبی مسائل پر نہایت صداقت اور راست بازی کے ساتھ قلم اٹھاتے تھے۔ کیونکہ آپ کو بخلاف دیگر شاعروں کے اپنی شاعرانہ قابلیت اور لیاقت کا اظہار منظور نہ تھا۔ بلکہ رشد اور ہدایت کی طرف راہ نمائی کرنا تھا۔ چنانچہ آپ خود فرماتے ہیں ؎

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

پس آریہ سماج کے متعلق حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ لکھا وہ عین حق اور درست لکھا۔ اس میں کوئی بات خلاف واقعہ اور غلط بیان نہیں کی۔ اور پھر ایسا لکھنے میں بھی ابتدا نہیں کی۔ بلکہ جواب الجواب میں لکھا۔ چنانچہ جب قادیان میں آریوں نے سخت بدزبانی سے کام لینا شروع کیا۔ اور اپنے اخبار "شبھ چنتک" میں سب و شتم کے دفتر کھول دیئے۔ اور دل آزاری کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تو اس وقت آپ نے کتاب "قادیان کے آریہ اور ہم" تصنیف فرمائی۔ اسی میں وہ نظم ہے جس پر آج بارہ برس بعد آریہ اخبارات شور مچا رہے ہیں ... اس کا پہلا شعر یہ ہے۔

اسلام سے نہ بھاگو راہ ہدیٰ یہی ہے
اے سونے والو جاگو شمس الضحیٰ یہی ہے

اس تمام نظم میں آریہ سماج کے مسلمہ عقائد پنڈت لیکھرام کی بدزبانی اور اس کے متعلق پیشگوئی کا نہایت صفائی کے ساتھ پورا ہونا وغیرہ بیان فرمایا ہے اسی طرح آپ نے جب ایک کتاب "ست بچن" باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب اور معتقدات کے بارے میں تالیف فرمائی تو ان کے اقوال و ارشادات و ملفوظات کی بنا پر وہ نظم لکھی۔ جس میں سے بھی کچھ شعر آریہ گزٹ نے نقل کئے ہیں۔ اس نظم میں وہی باتیں ہیں۔ جو باوا صاحب نے فرمائی ہیں۔ اور حضرت مرزا صاحب نے ان کو نظم کر دیا ہے۔

غرض درثمین میں جس قدر نظمیں آریہ سماج کے متعلق ہیں۔ ان میں واقعات اور حقائق نفس الامری کا اظہار ہے۔ اور اس وقت اظہار کیا گیا ہے جب کہ ان کے گندے اور جھوٹے اعتراضات حد سے گزر چکے تھے۔ اس لئے ان پر واویلا کرنا کہاں کی عقلمندی ہے۔ پھر جب کہ ہم بتا چکے ہیں کہ یہ نظمیں اب شائع نہیں ہوئیں۔ جبکہ آریہ اخبارات نعل در آتش ہو رہے ہیں۔ بلکہ آج سے بہت عرصہ پہلے کتابوں میں شائع ہونے کے علاوہ "درثمین" ہی کے نام سے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں اس لئے اگر فی الواقع یہ نظمیں ایسی ہیں کہ جن سے نقض امن ہوتا ہے۔ تو آریہ اخبارات آج سے پہلے کہاں سوئے ہوئے تھے۔ اس وقت ان کے کانوں پر کیوں جوں تک نہ رینگی۔ اور وہ خواب خرگوش سے بیدار کیوں نہ ہوئے کیا پہلے ان کے نزدیک یہ نظمیں "شر انگیز" اور "فتنہ انگیز" نہ تھیں؟ اگر نہ تھیں تو اب ان میں کونسی زیادتی ہو گئی ہے کہ ایسی ہو گئی ہیں۔ اور انہیں آپے سے باہر کر رہی ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ اس وقت جبکہ یہ نظمیں لکھی گئیں۔ چونکہ ان لوگوں کو اپنی کرتوتیں اور زیادتیاں پیش نظر تھیں اس لئے اپنی پول کھلنے پر اس قدر چیں بجبیں ہونے کی جرأت نہ تھی لیکن اب چونکہ کچھ مدت گزرنے کی وجہ سے اس وقت کی اپنی بدزبانی اور درشت کلامی کے نمونے سامنے نہیں ہیں۔ اس لئے اس کے جواب میں جو صحیح اور درست واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ وہ بھی ان لوگوں کو ناگوار اور دلشکن نظر آتے ہیں۔ لیکن ہم انہیں پوچھتے ہیں کہ کیا کسی مذہب کے مسلمہ عقائد کا اسی مذہب کی مسلمہ کتب کے رو سے پیش کرنا "شر انگیز" اور "اشتعال انگیز" ہوتا ہے؟ اگر آپ لوگوں میں کچھ بھی انصاف کا مادہ باقی ہے تو آپ کو کہنا پڑیگا۔ کہ ہرگز نہیں۔ پس جب یہ بات شر انگیز نہیں ہے تو پھر ان نظموں کو کس طرح شر انگیز اور اشتعال انگیز کہا جا سکتا ہے۔ جن میں آپ لوگوں کے عقائد آپ ہی کی مسلمہ کتب کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ کیا یہ کہنا کہ آریہ مذہب میں نیوگ کی تعلیم ہے "شر انگیز ہے" اگر شر انگیز ہے۔ تو کیوں آریوں کا اس پر عمل ہے۔ اور اس کو بہت عمدہ فعل قرار دیتے ہیں۔ کیوں نہیں۔ "مہرشی" دیانند کی مقدس اور پوتر کتاب ستیارتھ پرکاش میں سے نیوگ کی مفصل و مشرح تعلیم کو نکال دیتے لیکن جب تک نیوگ کی تعلیم اس میں موجود ہے۔ اور آریہ صاحبان دل و جان سے اسے پسند کرتے ہیں۔ اس وقت تک ہر ایک شخص کو حق حاصل ہے۔ کہ ان کی طرف اس مسئلہ کو منسوب کر کے اس پر روشنی ڈالے جس پر ان کا چڑنا اور شور مچانا بالکل عبث ہے۔ پس اگر درثمین میں اسی نیوگ کا تذکرہ ہے۔ اور صحیح اور درست طریق سے تذکرہ ہے۔ تو پھر اس کو شر انگیز اور فتنہ انگیز کس منہ سے کہا جاتا ہے۔

اسی پر دیگر مسائل کو قیاس کر لیجئے۔ اور ہم تو اس بات کے منتظر ہیں کہ اگر آپ صاحبان یہ ثابت کر دیں۔ کہ درثمین میں آریہ مذہب کے متعلق جو کچھ نظم کیا گیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ اور ہم احمدیہ جماعت کو چیلنج دیتے ہیں۔ کہ ان باتوں کو ہماری کتابوں سے نکال کر پیش کریں تو ہم ہر وقت اس چیلنج کو منظور کرنے اور درثمین کے اشعار کی صداقت کو آپ کی کتابوں کے حوالجات اور صحیح واقعات سے ثابت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ آپ بھی ٹھنڈے دل سے ہمارے ثبوت کو ملاحظہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اور بوقت تحریری ثبوت اس طرح شور نہ مچائیں۔ جس طرح کہ اس وقت مچا رہے ہیں۔

ہاں یہ یاد رہے کہ درثمین میں نہایت اختصار کے ساتھ آپ کے مسلمہ عقائد پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اسلئے اگر ان اشعار کی تصدیق کا ہم سے مطالبہ کیا گیا۔ تو ہمیں مفصل طور پر لکھنا پڑے گا۔ پس اگر آپ میں اس تفصیل کے سننے کی تاب ہو۔ اور ہمیں بڑی فراخدلی سے مفصل لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔ تو ہم بسر و چشم آپ کے ارشاد کی تعمیل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اور اگر آپ نے اس بات کو

منظور کر لیا۔ تو انشاء اللہ ہم بتائیں گے کہ کس طرح آپ اس مصرعہ کے مصداق ثابت ہوتے ہیں۔ کہ

ہم الزام انکو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اب آپ لوگوں کو چاہئے کہ یا تو درثمین کے اشعار کے مطالب کو غلط ثابت کر کے دکھلائیں۔ اور ہم سے ان کی صداقت کا مطالبہ کریں۔ اگر ہم آپ کی کتب اور واقعات سے ان کا سچا اور درست ہونا نہ ثابت کر سکیں۔ تو پھر آپ کا جو جی چاہے کریں۔ یا درثمین کے خلاف ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالیں کیونکہ کسی قسم کے صحیح اور درست واقعات اور حالات کا بیان کرنا فتنہ کا موجب نہیں ہوتا۔ بلکہ فتنہ انگیز اور شر خیز تحریریں اس قسم کی ہوتی ہیں۔ جیسی کہ پنڈت لیکھرام اور دیگر آریہ صاحبان نے لکھی ہیں۔ جو واقعات کے بالکل برخلاف ہیں۔ اور سوائے جھوٹ بکواس۔ اور غلط الزامات کے ان میں کچھ نہیں ہے۔

چنانچہ ذیل میں ہم پنڈت لیکھرام کے اس مجموعہ سب و شتم میں سے جو بڑے سائز کے ۷۹۲ صفحات کو گھیرے ہوئے ہے صرف ایک صفحہ کی چند سطور بطور نمونہ پیش کر کے بتاتے ہیں۔ کہ ایسی تحریریں نقض امن اور فساد کا موجب ہوا کرتی ہیں۔

دیکھئے پنڈت لیکھرام کلیات مسافر کے صفحہ ۴۹۶ کالم ۲ پر کیا دُر افشانی کرتے ہیں لکھتے ہیں

(۱) خدا کا یہ فرمان تھا کہ میں مرزا کا ساتھی نہیں۔ اس کا مددگار شیطان ہے۔"

(۲) اب ساحر قادیانی کے وجود سے حق آویگا اور باطل جاویگا۔"

(۳) (مرزانی) "بندہ شہوت ہو کر ایک جوان۔ خوبصورت عورت سے اور شادی کی ہے۔ شبانہ روز کے دھکا پیل سے وہ حاملہ ہو گئی۔"

یہ اور اسی قسم کے اور بے شمار فحش اور اوباشانہ الفاظ ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب کے متعلق پنڈت لیکھرام نے استعمال کئے ہیں۔ جنہیں درج کرنے کی نہ تو ہمیں شرافت اور غیرت اجازت دیتی ہے

اور نہ اپنے ناظرین کے دلوں کو ان سے مجروح کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ چند فقرے بھی اپنے دل پر جبر کر کے صرف اس لئے لکھے ہیں۔ کہ تا آریہ اخبارات سے دریافت کر سکیں کہ کیا یہ الفاظ تو ان کے نزدیک شر انگیز نہیں ہیں۔

ممکن ہے آریہ اخبارات کے نزدیک اس قسم کے الفاظ نہایت شریفانہ ہوں۔ اور ان سے کسی قسم کا فتنہ و فساد نہ پیدا ہوتا ہو۔ لیکن ممکن نہیں کہ دنیا کا کوئی عقلمند ان کے اس خیال کی تائید کرتا ہو۔ بس اس صورت میں ہم پوچھتے ہیں کہ وہ شخص جو ایسا بدزبان اور بیہودہ گو ہو اور پھر وہ جس کے متعلق بدزبانی اور بیہودہ گوئی کرتا رہا ہو۔ اس کی پیشگوئی کے مطابق قتل ہو کر عدم آباد سدھار گیا ہو۔ کیا اس کے متعلق یہ کہنا جرم ہے کہ ؎

اپنے شکئے کا ثمرہ لیکھو نے کیسا پایا
آخر خدا کے گھر میں بد کی سزا یہی ہے
نبیوں کی ہتک کرنا اور گالیاں بھی دینا
کتوں سا کھولنا منہ تخم فنا یہی ہے

پھر جبکہ وہ آریہ دھرم کا قائم مقام بن کر اسلام کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کے بالمقابل کھڑا ہوا ہو۔ اور بالآخر اپنی موت سے اسلام کی صداقت پر مہر لگا گیا ہو۔ تو کیا اس کو پیش کر کے یہ کہنا ناواجب ہے کہ

موت لیکھو بڑی کرامت ہے
پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے

پھر جبکہ وہ اسلام اور بانی اسلام اور حضرت مرزا صاحب کے متعلق بدزبانی کرنے کی وجہ سے نہایت عبرت انگیز طریق سے قتل ہوا ہو۔ تو کیا اسی قسم کی بدزبانی کرنے والے دوسرے لوگوں کے عبرت حاصل نہ کرنے اور بدزبانی سے باز نہ آنے پر یہ کہنا بُرا ہے کہ ؎

لیکھو کی بدزبانی کارد ہوئی تھی اس پر
پھر بھی نہیں سمجھتے حمق و خطا یہی ہے

پھر جبکہ وہ حضرت مرزا صاحب کی دعا کے مطابق قتل ہو کر آپ کی صداقت کا ثبوت ٹھہر چکا ہو۔ اور اس کے واقعہ قتل سے آپ کے مستجاب الدعا ہونیکا پتہ ملتا ہو تو کیا حق پسند اور صداقت جو اصحاب کو اپنی صداقت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے یہ کہنا گناہ ہے کہ ؎

جس کی دعا سے آخر لیکھو مرا تھا کٹ کر
ماتم پڑا تھا گھر گھر وہ میرزا یہی ہے

اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر آریہ اخبارات کا انہیں اشعار کو شر انگیز کہنا کیونکر درست ہو سکتا ہے کاش وہ اصل واقعات کو پیش نظر رکھ کر ان اشعار کو ملاحظہ کریں۔

فی الحال ہم ان کے لغو اور بیہودہ شور و شر کے متعلق اتنا ہی لکھنا کافی سمجھتے ہیں۔ اور امید رکھتے ہیں کہ درثمین کے خلاف آواز اٹھانے کی بجائے اپنے گھر میں نظر دوڑائیں گے۔ اگر انھوں نے ایسا کیا۔ تو پھر ہمیں کچھ لکھنے کی ضرورت نہ پڑیگی۔ ورنہ ہم ہر وقت ان کی خدمت کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔

آریہ صاحبان سے مباحثہ کرنیکا طریق

گجرات میں جن شرائط اور جس طریق سے آریہ سماج کے ساتھ مباحثہ ہوا ہے۔ اسے مفید اور نتیجہ خیز سمجھ کر اس غرض کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے کہ آئندہ جہاں ہمارے احباب آریہ صاحبان سے مباحثہ تجویز کریں وہاں ان شرائط اور اس طریق مباحثہ کو ضرور مد نظر رکھیں اور مقامی حالات کے ماتحت کسی قدر کمی بیشی کرنے کے سوا مباحثہ کا خاکہ ایسا ہی قرار دیں۔ کیونکہ تجربہ کی رو سے یہ طریق نہایت مفید ثابت ہو چکا ہے۔

مباحثہ گجرات میں مندرجہ ذیل چار امور زیر بحث تھے (۱) آیا وید کامل الہامی کتاب ہیں ؟ اور ان

کی موجودگی میں اور کسی الہامی کامل کتاب کی ضرورت نہیں ہے۔

ثبوت بذمہ آریہ صاحبان - تردید بذمہ احمدیان

(۲) آیا قرآن کامل الہامی کتاب ہے؟ اور اس کی پیروی تمام قوموں کے لئے ضروری ہے۔

ثبوت بذمہ احمدیان - تردید بذمہ آریہ صاحبان

(۳) آیا سلسلہ الہام ہمیشہ کے واسطے جاری ہے؟ اور باوجود اس کے قرآن واجب العمل ہے

ثبوت بذمہ احمدیان - تردید بذمہ آریہ صاحبان

(۴) آواگون (تناسخ) کا مسئلہ صحیح ہے۔ ثبوت بذمہ آریہ صاحبان - تردید بذمہ احمدیان

ان مسائل کے متعلق پہلے یہ شرائط تجویز ہوئیں کہ ہر ایک مسئلہ کے متعلق مباحثہ شروع کرنے والا ۳۰ منٹ تک تہذیب و شائستگی کے ساتھ گفتگو کریگا۔ وہ کوئی دل آزار بات یا تہذیب و شائستگی سے گری ہوئی بات منہ سے نہیں نکالیگا۔ اور کوئی ایسی بات نہیں ہونے دیگا۔ جس سے امن عامہ میں خلل پیدا ہو۔ یا شورش و فساد کا موجب ہو جب شروع کرنے والا تیس منٹ میں اپنی تقریر ختم کریگا۔ تو دوسرا فریق اس کی تردید میں تیس منٹ تک اسی طرح تہذیب و شائستگی کے ساتھ تقریر کرے گا اور پھر شروع کرنے والا ۲۰ منٹ میں جواب الجواب حسب [1] بالا تہذیب و شائستگی کے ساتھ دیگا۔ اس کے بعد تردید کرنے والا دس منٹ تک تقریر کریگا۔ اور پھر اس طرح دس دس منٹ کا سلسلہ بحث جاری رہیگا۔ یہاں تک کہ تین گھنٹے پورے ہو جائیں۔ پھر اسی طرح باقی مسائل پر بھی بحث ہوتی رہیگی۔ شروع کرنے والا اپنی کتاب کی صداقت اپنی ہی الہامی کتاب یا [1] عقلی دلائل سے ثابت کریگا۔ دوسرا فریق کی الہامی کتاب پر کوئی اعتراض نہیں کرے گا۔ تردید کرنے والا دوسرے فریق کی کتاب کی عقلی دلائل سے تردید کرے گا۔

[1] "یا" کی بجائے "اور" ہونا چاہئے۔

بحث عام فہم اردو زبان میں ہوگی۔ دونوں فریقوں کی طرف سے صرف ایک ہی شخص ایک مسئلہ کے متعلق بحث کرے گا۔ باقی خاموش رہیں گے۔ ویسے بذریعہ حوالجات اس کی امداد ہو سکیگی۔ ایک مسئلہ کی بحث کے ختم ہو جانے پر ایک فریق کو اختیار ہے کہ اپنا مباحث بدل لے۔

پریذیڈنٹ جلسہ بحث کو بحث کے متعلق بطور حکم کے تقریر کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔ پبلک خود فیصلہ کرے گی۔

امن کا انتظام کرنا آریہ صاحبان کے ذمہ ہوگا۔ (کیونکہ انہیں کے مندر میں مباحثہ قرار پایا تھا)

۲۵-۲۶-۲۷-۲۸- مئی ۱۹۱۸ء کو بحث ہوگی۔ ۲۵-۲۶- مئی کو ہر روز ۹ بجے صبح سے ۱۲ بجے تک اور ۲۷-۲۸- کو ہر روز ۸ بجے شام سے لے کر ۱۱ بجے تک بحث ہوگی۔

انجمن احمدیہ گجرات نے مباحثہ کو زیادہ مفید اور دور رس بنانے کے لئے انہیں شرائط کے مطابق تحریری مباحثہ کے لئے کہا۔ جسکو آریہ صاحبان نے اس طریق پر منظور کر لیا کہ ہر ایک مضمون کو شروع کرنے والا اور اس کی تردید کرنے والا تیس تیس منٹ جو تقریریں کریں گے۔ وہ بذریعہ تحریر پیش کی جائیں گی۔ یعنی مضمون کا افتتاح کنندہ اپنی تحریری تقریر وقت آغاز مباحثہ سے دو گھنٹے پہلے فریق ثانی کے پاس بھیجدے گا۔ تاکہ وہ اُسے پڑھ کر اس کی تردیدی تقریر تیار کر لیوے مباحثہ شروع ہونے پر اول افتتاح کنندہ اپنی تقریر پڑھ کر سنادیگا سوا اس پر اپنے دستخط کر کے حوالہ پریذیڈنٹ کردے گا۔ اس کے بعد فریق ثانی اپنی تحریری تقریر سنا کر اور دستخط کر کے حوالہ پریذیڈنٹ کردیگا۔ بعد اس کے جب مختصر تقریریں شروع ہونگی۔ تو ہر دو اطراف سے ایک ایک زود نویس بٹھلایا جائیگا جو ان کی تقریریں قلمبند کرتے جائینگے۔ اور پانچ منٹ کے اندر پڑھکر اس کی صحت کرا دیا کریگے بعد ازاں یہ تحریریں بھی بہ ثبت دستخط حوالہ پریذیڈنٹ کردیجائینگی۔ اور اختتام مباحثہ پر ان ساری تحریروں کو کتاب کی صورت میں چھپوایا جائیگا۔ اس سے دونوں فوائد پورے ہو جائیں گے۔ جو لوگ وہاں موجود ہونگے وہ سنکر بہت کچھ فائدہ اُٹھا سکیں گے۔ اور جو وہاں نہیں ہونگے وہ کتابی صورت میں آیا ہوا سارا مباحثہ پڑھ لیں گے۔ آریہ سماج اس طرز مباحثہ کے لئے تیار ہے۔

اس میں صرف اس قدر اضافہ کیا گیا کہ شروع کرنیوالا اور جواب دینے والا اپنی تحریر پر دستخط کر کے فریق ثانی کے حوالہ کردیگا۔ لیکن ساتھ ہی اس کی دوسری نقل اپنے پاس رکھیگا۔ اور اس پر فریق ثانی کے مباحثہ کرنے والے کے دستخط ہو جائیں گے۔ غرض ساری کارروائی کی ایک نقل بہ ثبت دستخط فریق ثانی ایک فریق کے پاس رہیگی۔ تاکہ اگر ایک فریق اس کارروائی کو چھپوا دے۔ تو دوسرا فریق یہ عذر نہ کر سکے۔ کہ وہ صحیح نہیں ہے۔ چونکہ جواب دینے والے کو دو گھنٹے میں جواب لکھنا ہوگا اور اس کی نقل بھی اپنے پاس رکھنی ہوگی اس لئے شروع کرنے والے کو چاہئے کہ اپنے پرچہ کی دو نقلیں تین گھنٹے پہلے جواب دینے والے کے پاس بھجوا دے۔ ایک نقل جس پر شروع کرنے والے کے دستخط ہونگے جواب دینے والے کے پاس رہیگی۔ اور دوسری نقل جس پر جواب دینے والے کے دستخط ہو جائیں گے شروع کرنیوالے فریق کے پاس تقریر کے شروع ہونے سے پہلے پہنچا دیگا۔ اس اضافہ کو آریہ صاحبان نے بڑی خوشی سے منظور کر لیا۔ ان شرائط وغیرہ کے ذکر سے جو جناب چودھری احمد دین صاحب پلیڈر گجرات کی قابلیت سے طے ہوئے ہمارا منشاء یہ ہے کہ اگر کسی اور جگہ آریہ صاحبان سے مباحثہ تجویز ہو تو ان سے فائدہ اُٹھایا جائے اور خاکسار ان دو شرطوں کو نہایت ضروری سمجھا جائے کہ اول مباحثہ تحریری ہو اور دوسرے جس مسئلہ کا کوئی فریق مدعی ہو اسی کے اثبات تک اپنی تحریر اور تقریر کو محدود رکھے۔ اور اسے ہرگز اس بات کی اجازت نہ ہو کہ اصل مضمون کو چھوڑ کر مخالف فریق کی الہامی کتاب

صدقۃ الفطر

روزہ کی حکمت

روزہ کی بیشمار حکمتوں میں سے ایک حکمت اور لاتعداد فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ امرا اور متوسط طبقہ کے لوگوں کو دن بھر بھوکا اور پیاسا رہنے سے خصوصاً موسم گرما میں یہ اندازہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہماری قوم کے غربا کو بھوک اور پیاس اور قلت معاش کی وجہ سے کس قدر تکلیف کا سامنا رہتا ہوگا۔ خوشحال لوگ ایک مہینہ کی تکلیف سے بدحال بھائیوں کے بارہ مہینہ کی حالت کا احساس کر سکتے ہیں۔ اس احساس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ اپنے مال اور دولت سے غربا کی تکالیف دور کرنے کی طرف طبعاً مائل ہونگے اور اس طرح پر اسلامی سوسائٹی کے مفلوک الحال افراد کی حالت بہتر ہو جاویگی۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مبارک مہینہ میں صدقہ و خیرات کی بہت ترغیب و تحریص دی ہے۔ اور خود آپ اس کا عملی نمونہ تھے جیساکہ بخاری شریف میں لکھا ہے۔ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجود الناس بالخیر وکان اجود مایکون فی رمضان یعنی یوں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ لیکن رمضان میں اور دنوں سے زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔ پس شارع علیہ السلام کا رمضان میں خصوصیت سے صدقہ و خیرات کرنا دلیل ہے اس بات کی کہ روزہ کے اغراض میں صدقہ و خیرات بھی داخل ہیں۔

صدقۃ الفطر

اس دلیل سے بڑھکر ایک اور دلیل صدقۃ الفطر ہے۔ جس کے نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ روزہ کے نتیجہ میں ہے کیونکہ فطر روزہ چھوڑنے کو کہتے ہیں۔ پس صدقۃ الفطر کے یہ معنے ہوئے کہ روزہ کی ریاضت ایک ماہ تک ہم پوری کر چکے اور بھوک و پیاس وغیرہ کی مشقت ہم محض خدا کے لئے چکھ چکے۔ تو اب اس کے چھوڑنے کی اجازت ہے۔ اور بھوکے پیاسے رہنے سے فراغت حاصل ہے۔ اس کے شکریہ میں ہم نے غربا کو صدقہ دیا۔ کہ الٰہی تو نے ہمیں بھوک سے بچایا ہم صدقہ دیکر تیری مخلوق کو بھوک سے بچاتے ہیں۔ پس صدقۃ الفطر کا وجود ایک زبردست دلیل ہے اس بات پر کہ روزہ میں بھوکے رہنے کا مقصد عظیم یہ ہے کہ انسان کو بھوکے بھائی کی تکلیف کا احساس ہو کیونکہ جب تک انسان پر خود کوئی تکلیف وارد نہ ہو وہ کبھی کماحقہ اس کا احساس و تصور نہیں کر سکتا اس لئے صحیح احساس اور سچا تصور پیدا کر کے اس طرح غربا کی مشکل آسان کرنے کی ترغیب دی گئی ہے اس بات کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ صدقۃ الفطر کو رمضان کے دوران میں فرض نہیں کیا۔ بلکہ شریعت نے اس کے لئے اصل روز یکم شوال مقرر کیا ہے۔ جس میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ ایک مسلم رمضان میں تیس یا انتیس دن تک روزہ رکھ کر یکم شوال کو غربا کو صدقہ دیکر بتاتا ہے۔ کہ یہ جو میں نے پچھلا سارا مہینہ بھوکا و پیاسا رہکر گذارا ہے۔ اس سے مجھے یہ فائدہ ہوا ہے۔ کہ میں نے اپنے غریب بھائیوں کی بھوک و پیاس کا اندازہ کر لیا ہے۔ اور میں نے سمجھ لیا ہے کہ شریعت نے مجھے بھوکا رکھکر یہ سبق دیا ہے۔ کہ تیری قوم کے بھوکے مفلوک الحال۔ لوگ ایسی ہی مشقت روز و شب برداشت کرتے ہیں۔ اس لئے ان کی حالت کا احساس کر کے ان کی تکلیف دور کرنے کی کوشش کر۔ چونکہ میں نے روزہ کے اس مقصد کو پا لیا ہے اس لئے میں رمضان کے ختم ہوتے ہی یکم شوال کو اس مشن کے سرانجام دینے میں مشغول ہو گیا ہوں اور اپنی بلکہ دودھ پیتے بچے کی طرف سے بھی غربا کو کھانے کے لئے غلہ دینے کو تیار ہوں۔

غرض شریعت کا رمضان کے ختم ہوتے ہی صدقہ مقرر کرنا صریح اشارہ ہے کہ رمضان میں بھوکا رہنے سے ایک بڑی غرض یہ بھی ہے کہ تم بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ پس وہ لوگ جو روزہ پر اعتراض کرتے ہیں وہ بتائیں کہ کیا سوسائٹی کے تمام افراد مالی حالت میں برابر ہوا کرتے ہیں؟ اور کیا ہر خوشحال کو بدحال کی تکلیف کا احساس ہوتا ہے؟ اور کیا ان میں احساس پیدا کرنا معیوب ہے؟ اور کیا اس احساس کے نتیجہ میں وہ عملی کوشش نہ کریں گے؟ اور کیا روزہ کی بھوک و پیاس ایسا احساس پیدا کرنے کے لئے کافی نہیں؟

جب ان سب باتوں کا جواب اثبات میں ہے تو پھر اسلامی روزہ پر معترض ہونا کیا معنی؟ رمضان کے بعد سب سے پہلا دن یکم شوال ہے۔ اس میں شریعت غرّا نے ہر ایک انسان پر ایک صدقہ مقرر کیا ہے۔ جو عموماً غلہ کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ جس کے یہ معنی ہیں کہ رمضان میں غربا کی جس تکلیف کا تمہیں احساس کرایا گیا ہے۔ اب رمضان کے ختم ہوتے ہی اس احساس کے مطابق غربا کی تکالیف کو دور کرنے کی کوشش کرو۔

صدقۃ الفطر فرض ہے

یہ صدقہ معمولی طور پر مقرر نہیں۔ بلکہ فرض ہے۔ اور جس طرح باقی فرائض کا تارک گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اسی طرح اس فریضہ کا تارک بھی سخت گناہگار ہے۔ بخاری و مسلم اور باقی احادیث کی صحیح کتابوں میں سینکڑوں حدیثیں اس کی فرضیت پر شاہد ناطق ہیں۔ بخاری میں لکھا ہے فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوٰۃ الفطر علی العبد والحر والذکر والانثی والصغیر والکبیر من المسلمین یعنی فرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر ہر مسلمان پر۔ آزاد ہوں یا غلام مرد ہو یا عورت بڑا ہو یا چھوٹا۔ اس حدیث سے صریحاً ظاہر ہوا کہ صدقۃ الفطر ہر مسلمان پر فرض ہے۔

صدقۃ الفطر کی مقدار

اب اس صدقہ کی مقدار کے متعلق احادیث کے دو مقام پیش کرتا ہوں۔

۱ - فرض زکوٰۃ الفطر صاعاً من تمر او

صاعًا من شعیرٍ یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر کی شرح ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو مقرر فرمائی۔

۲- عن ابی سعید الخدری یقول کنا نخرج زکاۃ الفطر صاعًا من طعامٍ او صاعًا من شعیرٍ او صاعًا من تمرٍ او صاعًا من اَقِطٍ او صاعًا من زبیبٍ

یعنی ابو سعید فرماتے ہیں۔ کہ ہم رسول کریم کے عہد سعادت مہد میں صدقۃ الفطر- غلہ- کھجور- پنیر منقٰی اور جَو کا ایک ایک صاع دیا کرتے تھے۔

پس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ تمام قسم کے غلاّت اور پنیر اور کھجور اور منقٰی میں سے ہر چیز کا ایک ایک صاع فی کس فرض ہے۔ یعنی اگر گھر میں پانچ آدمی ہیں۔ تو پانچ صاع اللہ کی راہ میں دینے چاہئیں

گندم کے صدقہ میں صحابہ کا اختلاف اور اس کی وجہ

گندم کے متعلق خود صحابہ میں اختلاف ہے۔ بعض کا یہ مذہب ہے کہ اس کا نصف صاع ہی کافی ہے۔ لیکن دوسرے صحابہ اس پر قائم ہیں کہ نہیں اس کا بھی پورا صاع فرض ہے۔ اس اختلاف کی یہ وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عرب کی عام غذا جو تھی۔ گندم نہایت ہی کم تھے۔ جیسا ہندوستان کے غریب طبقہ میں پلاؤ ایسی غذا ہے۔ جو سال میں ایک یا دو دفعہ ہی مل سکتی ہے۔ اسی طرح عرب میں گندم بمنزلہ پلاؤ کے تھی۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں صحابہ صدقۃ الفطر عمومًا جَو یا کھجور سے دیا کرتے تھے۔ گندم کوئی نہیں دیتا تھا۔ لیکن بعد زمانہ نبوی جب فتوحات کا دروازہ کھلگیا۔ اور ملک شام جہاں گندم عمومًا پیدا ہوتی ہے۔ فتح ہو گیا۔ اور آہستہ آہستہ راستہ کی سہولتیں مہیا ہو گئیں تو وہاں کی گندم عرب میں آگئی۔ اور صحابہ کے گھروں میں استعمال ہونے لگی۔ اور اب عید الفطر کے روز بعض صحابہ نے۔ جو بجائے جو کے گندم کھاتے تھے۔ گندم دینی شروع کی۔ لیکن وہ جو سے بہرحال مہنگی تھی۔ کیونکہ جو ملک عرب میں پیدا ہوتے تھے اور گندم ملک شام سے آتی تھی۔ اس پر بعض صحابہ نے قیاس کیا۔ کہ چونکہ یہ گندم قیمت کے لحاظ سے بہ نسبت جَو کے دگنی قیمت رکھتی ہے۔ اس لئے اس کا نصف صاع برابر ہے جو کے ایک صاع کے۔ لیکن حق یہ ہے کہ یہ استدلال درست نہیں کیونکہ شرع نے قیمت کو معیار ہی مقرر نہیں کیا۔ ورنہ ہندوستان میں ایک پاؤ منقٰی کی اتنی قیمت ہے جتنی گندم کے ایک صاع کی۔ تو اس استدلال کی رُو سے بجائے ایک صاع کے ایک پاؤ منقٰی دینا کافی ہوگا۔ حالانکہ اسے کوئی تسلیم نہیں کرتا اسی طرح ولایت سے ڈبوں میں بند ہو کر پنیر آیا کرتا ہے۔ جس کی ایک چھٹانک کی قیمت گندم کے ایک صاع کی قیمت سے زیادہ ہے۔ مگر کوئی فقیہ یہ جائز نہ رکھیگا کہ ولایتی پنیر صرف ایک چھٹانک ادا کرنا کافی ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور دلیل اس بات کی کہ قیمت کوئی معیار نہیں۔ یہ بھی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو۔ پنیر۔ منقٰی۔ کھجور سب کا ایک ایک صاع مقرر کیا ہے۔ حالانکہ عقل تسلیم نہیں کرتی کہ ملک عرب میں ان چاروں چیزوں کا ایک ہی نرخ ہو۔ پس جب باوجود ان اشیاء کے کم و بیش نرخ ہونے کے برابر برابر وزن مقرر کیا ہے۔ تو صاف ظاہر ہے کہ قیمت کا معیار مدنظر نہیں۔ لیکن اگر قیمت ہی کو بطور تنزل معیار مان لیا جاوے تو بھی ہمیں گندم کا پورا صاع ہی صدقہ دینا چاہئے۔ کیونکہ جس طرح عرب میں گندم پیدا نہ ہونے۔ اور ملک شام سے آنے کی وجہ سے کھجور اور جو کی نسبت مہنگی تھی۔ اور یہ استدلال کیا گیا تھا۔ کہ اس کا نصف صاع ہی کافی ہے۔ اسی طرح ہم استدلال کرتے ہیں کہ ہندوستان میں گندم کے بکثرت پیدا ہونے۔ اور بہ نسبت کھجور منقٰی و پنیر کے سستا ہونے کی وجہ سے اس کا ایک صاع برابر ہے کھجور کے نصف صاع کے۔ پس اس کا ایک صاع ہی دینا چاہئے۔ غرض سستا اور مہنگا ہونا شرع میں کوئی تفاوت پیدا نہیں کرتا۔ میری اس تحریر سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ نصف صاع دینے والے صحابہ کے پاس صرف یہی استدلال ہے بلکہ واقعہ یہ ہے کہ بعض احادیث بھی ایسی ہیں۔ جن سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی گندم کے نصف صاع کی اجازت دی ہے۔ لیکن بخاری و مسلم کی حدیثیں اسی طرف گئی ہیں۔ طعام (غلہ) خواہ کوئی بھی ہو ایک صاع دینا چاہئے۔ بہر حال ہمارے لئے دونوں راہیں کھلی ہیں۔ اگر ہم گندم کا نصف صاع دیویں۔ تو ہمارے لئے بعض صحابہ کی سند ہے۔ اور اگر صاع دیں تو نص صریح حدیث کی اس کو درست بتاتی ہے۔ اور احتیاط بھی اسی میں ہے کہ پورا صاع دیا جاوے۔

صاع کی تحقیق

اب صاع کی تحقیق بیان کرتا ہوں۔ صاع ایک پیمانہ ہے جس کی مقدار میں اختلاف ہے۔ وجہ یہ کہ صاع کئی ہیں۔ مثلاً حجازی۔ عراقی۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن ہمارے لئے آسان راہ ہے۔ شریعت محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجاز کے شہر مدینہ میں رہتے تھے۔ پس وہی پیمانہ معتبر ہوگا جو مدنی ہے۔ کیونکہ شارع علیہ السلام نے جب کسی پیمانہ کا نام لیا۔ تو اس سے وہی پیمانہ مراد ہو سکتا ہے۔ جو اس شہر کے عرف میں سمجھا جاتا ہے۔ سو صاع بھی وہی شریعت نے مراد لیا ہے۔ جو مدینہ میں استعمال ہوتا تھا۔ اب ہم مدنی صاع کی تحقیق کرتے ہیں۔ صاع ایک پیمانہ ہے جو برابر ہے چار مُدّ کے اور مُد ایک پیمانہ ہے جو غلہ ماپنے کے کام آتا ہے۔ یہ پیمانہ زمانہ نبوی سے اب تک مدینہ شریف میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ یہاں قادیان میں میرے پاس ایک مد ہے۔ جس میں ہم نے گندم ڈال کر پھر اسے ترازو میں تولا ہے۔ تو ۱۳ چھٹانک اس کا وزن نکلا ہے۔ پس جب ایک مد میں ۱۳ چھٹانک گندم

پڑی تو چار مد یعنی ایک صاع میں تین ثار ہوئی۔ اس لئے جو شخص ایک صاع دینا چاہے اُسے تین ثار گندم فی کس دینی چاہئے۔ لیکن جو شخص زیادہ آسانی چاہتا ہے وہ نصف صاع۔ یعنی ۱½ ثار گندم دے سکتا ہے۔ آئندہ احباب یہ حساب یاد رکھیں۔

کس حیثیت کے آدمی پر صدقۃ الفطر فرض ہے۔

اس صدقہ کے متعلق یہ بھی حدیث کی شرح کرنے والوں نے سوال اٹھایا ہے۔ کہ یہ کس حیثیت کے آدمی پر فرض ہے۔ صحیح جواب یہی ہے کہ یہ غریب و امیر سب پر فرض ہے۔ پس ایک ایسا شخص کہ جس کے گھر میں صدقۃ الفطر دے کر اس روز کے کھانے کو باقی ہو اسے بھی ادا کرنا چاہئے۔ بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ ایک غریب کو کسی نے صدقۃ الفطر دیا۔ اس نے وہ کا اپنی طرف سے کسی دوسرے غریب کو دیدیا۔ غرض اس کے لئے کوئی نصاب یا حیثیت مقرر نہیں۔

یہ صدقہ ہر شخص کو اپنی طرف سے اور تمام ان لوگوں کی طرف سے ادا کرنا چاہئے۔ جن کا گذارہ اس کے ذمہ ہے۔ مثلاً بیوی بچے۔ لونڈی غلام غریب والدین غرض ہر شخص جن کا یہ متکفل ہو اور سرپرست ہے۔ اور وہ خود نہیں دے سکتے ان کی طرف سے یہ ادا کرے۔ اس صدقہ کی مقدار میں کمی و بیشی نہیں۔ دودھ پیتے بچے اور تیس سالہ جوان اور اسی سالہ بوڑھے کے لئے ایک ہی مقدار ہے

غلہ کے عوض نقدی بھی دی جاسکتی ہے

اس صدقہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ صرف غلہ۔ کھجور اور پنیر ہی کی صورت میں غربا کو دیا جاوے۔ بلکہ یہ بھی جائز ہے۔ کہ ان اشیاء کی قیمت مقرر کرکے نقدی کی صورت میں یہ صدقہ دیا جاوے۔ چنانچہ فقہائے اُمت اور علمائے ملت اسلامیہ نے اسے جائز قرار دیا ہے۔ لیکن ان کے فتوے کی بھی ضرورت نہیں ہمارے ہاتھ میں زمانہ نبوی کا تعامل موجود ہے چنانچہ بخاری میں لکھا ہے قال معاذٌ رضی اللّٰہ عنہ لاھل الیمن ایتونی بعرضٍ ثیابٍ خمیصٍ او لبیسٍ فی الصدقۃ مکان الشعیر والذرۃ اھون علیکم وخیرٌ لاصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالمدینۃ

یعنی معاذ رضی اللہ عنہ نے جنہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کے علاقہ میں زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ وہاں جاکر لوگوں سے کہا کہ تم جو اور مکی کے عوض چادریں اور پہننے کے کپڑے دیدو۔ کیونکہ اس میں تمہارے لئے آسانی اور مدینہ میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غریب اصحاب ہیں ان کے لئے بہ نسبت غلہ کے کپڑے زیادہ ضروری ہیں۔ اب دیکھو زکوٰۃ غلہ کی لیجانی ہے۔ اور وصول کپڑے کئے جاتے ہیں۔ یہ تعامل دلیل ہے اس بات کی کہ صدقۃ الفطر میں بھی نقدی لیجا سکتی ہے۔ پس ذیل کے نقشے کے مطابق صدقۃ الفطر ادا کیا جاوے۔

صدقۃ الفطر کس حساب سے دیا جاوے۔

(۱) جو۔ مکی۔ کھجور۔ منقیٰ۔ پنیر کا گندم کے سوا ایک ایک صاع دیا جاوے۔

(۲) گندم کا بہتر اور راجح یہی طریق ہے۔ کہ ایک صاع دیا جاوے۔ ورنہ نصف صاع بھی جائز ہے۔

(۳) اگر نقدی دینا چاہتا ہے تو اتنی دیوے جتنی کہ ایک صاع گندم کی یا نصف صاع گندم کی قیمت ہو۔ اور چونکہ پنجاب میں نیا نیا غلہ نکلا ہے اس وقت عموماً زیادہ سے زیادہ ۱۲ ثار پختہ گندم ایک روپیہ کی آتی ہے۔ اس لئے جو شخص ایک صاع دینا چاہے۔ وہ تین سیر کی قیمت ۴ر فی کس دے۔ اور جو نصف صاع دینا چاہتا ہے۔ وہ ۱½ سیر کی قیمت ۲ر فی کس دے یہ بخوبی ذہن نشین رہے کہ ۴ر یا ۲ر صرف اس صورت میں ہیں۔ جبکہ غلہ کا بھاؤ ۱۲ ثار فی روپیہ ہو لیکن اگر کسی جگہ اس سے مہنگا بھاؤ ہو تو اس قدر رقم بھی زیادہ دینی چاہئے۔ مثلاً کل ہی کسی دوست کا خط آیا ہے کہ ریاست بڑودہ میں روپیہ کی ۸ ثار گندم بکتی ہے تو وہاں ۶ر اور ۳ر علی الترتیب دیے جاویں گے۔ پس شرعاً نقدی مقرر نہیں۔ بلکہ غلہ مقرر ہے۔ ہاں اس غلہ کی عوض اس کی قیمت دے سکتا ہے۔ ۴ر یا ۲ر تو صرف پنجاب کا عام بھاؤ ۱۲ ثار فی روپیہ دیکھ کر ہم نے اندازہ کیا ہے اور وہ بھی اس وقت تک جب تک یہ بھاؤ ہو

صدقۃ الفطر کب ادا کرنا چاہئے

اس صدقہ کی ادائیگی کی تاریخ بھی معلوم کرنے کے قابل ہے۔ بخاری میں لکھا ہے ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم امر بزکاۃ الفطر قبل خروج الناس الی الصلوٰۃ۔ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم تھا کہ صدقۃ الفطر نماز عید سے پہلے پہلے ادا کی جاوے۔ اس حدیث سے اتنا ثابت ہوا کہ عید کی نماز سے بہرحال پہلے ادا کرنا چاہئے عید کی نماز کے بعد درست نہیں۔ لیکن یہ سوال کہ عید کی نماز سے کس قدر عرصہ پہلے ادا کر سکتا ہے۔ اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ ان کی بحثوں کا ماحصل یہ ہے۔ کہ یہ صدقہ فرض تو عید کے روز ہی ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص عید سے ایک روز پیشتر رمضان کی آخری تاریخ فوت ہو گیا۔ تو اس پر یہ فرض ہی نہیں ہوا تھا۔ بلکہ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ عید کا روز اس پر آوے۔ لیکن ادا عید سے کئی روز پیشتر بھی ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ بخاری میں لکھا ہے۔ وکانوا یعطون

قبل الفطر بیوم او یومین۔ یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صدقۃ الفطر عید سے ایک دو روز پیشتر ادا کر دیا کرتے تھے۔ اور سوا الحمد میں ایسا ہی چاہیئے۔ کیونکہ اگر عین عید کی نماز سے پہلے دیا تو غربا اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ پہلے دینے میں یہ خوبی ہے۔ کہ جس غریب کو دیا جاوے وہ عید کے لئے اپنے بیوی بچوں کے کھانے اور کپڑوں کا بندوبست کر سکے گا بہت سے علماء کہتے ہیں کہ رمضان کے دوران میں ہر وقت ادا کر سکتا ہے۔ پس جو شخص عید سے پیشتر ادا کرے اس پر سے فرض ساقط ہو گیا۔ لیکن جس نے عید سے پہلے ادا نہ کیا۔ اس پر فرض ہے کہ عید کی نماز سے پہلے پہلے غربا کو دیدے۔ خلاصہ یہ کہ انتہائی وقت نماز عید سے قبل ہے اور ابتدائی وقت رمضان کا کوئی سا دن۔ جس شخص نے عید کے روز نماز سے پہلے منی آرڈر کر دیا گو وہ منی آرڈر یہاں عید کے بعد ملیگا لیکن چونکہ اس نے اپنی طرف سے نماز سے پہلے ادا کر دیا۔ اس لئے کوئی حرج نہیں۔

صدقہ دینے والے کے متعلق رحمت کی دعا

صدقہ کے متعلق خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم۔ یعنی اے نبی تو مسلمانوں کے مالوں سے صدقہ وصول کر جن کے ذریعہ تو انھیں پاک کرے اور تزکیہ بخشے اور ان کے لئے رحمت کی دعا کر۔

کہتے ہیں کہ ذکوٰۃ کے متعلق ہے۔ مگر لفظ صدقہ ذکوٰۃ اور صدقۃ الفطر دونوں پر حاوی ہے۔ اس لئے صدقۃ الفطر وصول کرتے وقت دینے والے کے لئے رحمت کی دعا کرنی چاہیئے۔ بخاری شریف میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابو اوفی نام ایک شخص صدقہ لایا۔ آپ نے دعا کی۔ اللھم صل علی آل ابی اوفی۔ یعنی اے اللہ ابو اوفی کے اہل وعیال پر رحمت کر۔ پس ہماری جماعت کے سکرٹری صاحبان اور محصلوں کو چاہیئے کہ جب کسی احمدی سے ذکوٰۃ یا صدقۃ الفطر وصول کریں تو اس کے حق میں یہی دعا کریں۔ مثلاً عبداللہ نامی کوئی شخص ان کے پاس صدقہ لاوے تو وصول کرتے وقت کہیں اللھم صل علی آل عبد اللہ یعنی اے اللہ تو عبداللہ کے اہل وعیال پر رحمت کر۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ صدقہ تو عبداللہ نے دیا اور دعا بیوی بچوں کے لئے کیجاتی ہے۔ اس کا یہ جواب ہے۔ کہ اس دعا میں بیوی بچوں کا ذکر کر کے ایک نکتہ بیان کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ انسان کی آمدنی کا اکثر حصہ خود انسان کی اپنی ذات پر خرچ نہیں ہوا کرتا بلکہ زیادہ حصہ بیوی بچوں اور رشتہ داروں پر خرچ ہوتا ہے۔ پس جس شخص نے صدقہ دیا دوسرے لفظوں میں اس نے بیوی بچوں کا حصہ کاٹ کر خدا کی راہ میں دیدیا۔ اور بیوی بچوں کو اس سے محروم کیا۔ پس اس لئے ضروری ہے کہ اس کی بیوی بچوں کے لئے دعا کیجاوے۔ کہ الٰہی اس نے تیرے لئے اپنے بیوی بچوں کو اس غلہ یا اس نقدی سے محروم کیا تو اس کے عوض اس کے بیوی بچوں کو اپنی رحمت سے مالا مال کر۔

دوسری بات اس میں یہ ہے۔ کہ بہت سے لوگ صدقہ وخیرات کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور قومی چندوں میں شریک ہونے کا ارادہ کرتے ہیں لیکن بیوی بچے سد راہ ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ زمیندار کہا کرتے ہیں۔ کہ جب تک غلہ کھلواڑے میں ہے اس وقت تک ہم مالک ہیں جسے چاہیں دیں۔ لیکن جب گھر میں آ جاتا ہے پھر عورتیں مالک ہو جاتی ہیں۔ پس کسی شخص کا صدقہ وخیرات کرنا گویا ایک علامت ہے کہ اس کے گھر والے اُسے خدا کی راہ میں دینے سے روکتے نہیں اور وہ بھی برضا ورغبت اس کے ساتھ اس صدقہ میں شریک ہیں۔ اس لئے بیوی بچوں اور اہل وعیال کے لئے رحمت کی دعا مانگنی عین تقاضائے انصاف ہے۔

احمدیوں کو شریعت کی ظاہری باتوں میں بھی غیر احمدیوں سے کم نہیں رہنا چاہیئے

میں اس مضمون کو ختم کرتا ہوا ایکر استدعا کرتا ہوں کہ عید الفطر آنے والی ہے کوئی احمدی بھی اس صدقہ دینے سے خالی نہ رہے۔ مسیح نے انجیل میں اپنے مریدوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا ہے۔ کہ جب تک تم شریعت کی ظاہری باتوں میں بھی فقیہوں اور فریسیوں سے بڑھ نہ جاؤ تب تک تم آسمانی بادشاہت میں داخل ہونے کے قابل نہیں۔ اسی طرح حق یہی ہے کہ نماز و روزہ اور شریعت کے ظاہری ارکان میں ہم لوگ اگر غیر احمدیوں سے کم رہے تو سب کچھ ہیچ ہے۔ اس لئے اس موقع پر ایسی کوشش کی جاوے۔ کہ کوئی احمدی بھی ایسا نہ ہو جس کی طرف سے صدقۃ الفطر ادا نہ ہو گیا ہو۔

والسلام سید محمد اسحاق

گائے کا گوشت ترک کرانیکے لئے تجویز

ایک آریہ اخبار نے گائے کا گوشت ترک کرنے کے متعلق لکھا ہے۔ کہ

"چونکہ گائے کا ماس بنسبت بکری اور دنبے کے ماس کے بہت زیادہ سستا پڑتا ہے اس لئے کچھ متمول لوگوں کو چھوڑ کر عام طور پر مسلمانوں کا رجحان گائے کا گوشت کھانیکی طرف ہی زیادہ ہو گیا۔ اگر ہندو لوگ فی الواقعہ گئو رکشا کرنا چاہتے ہیں تو ماس کا کھانا چھوڑ دیں ان کے ماس چھوڑ دینے سے بکری وغیرہ جانوروں کا ماس بہت سستا ہو جائیگا

نبوت مسیح موعود کے متعلق

حضرت مفتی صاحب کا مذہب

حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے اخبار بدر ۹ - جنوری ۱۹۰۸ء کے حوالے سے ایک پورا نے مضمون کی طرف توجہ دلائی تھی - جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں شائع ہوا تھا - اور اس میں آپ نے ظاہر فرمایا تھا کہ حضرت مسیح موعود تیرہ سو سال میں اکیلے نبی ہیں - اس مضمون سے مفتی صاحب کا مذہب متعلق نبوت مسیح موعود ظاہر تھا - مگر ایڈیٹر صاحب پیغام صلح بھی کوئی عجیب کھوپری کے انسان ہیں - جو اپنے ۱۳ - فروری کے ایڈیٹوریل میں اس کا نام صریح کذب بیانی رکھکر اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرتے ہیں اور اپنے بیان کے ثبوت میں آپ دلیل کیا عجیب دیتے ہیں کہ تم نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کا ایک مکتوب جو شائع کیا تھا - جس میں لکھا تھا کہ ۱۳ مسلم النبوت اولیاء کے کلام سے یہ لفظ (نبی) صاف صاف آپ کو دکھا سکتا ہوں" واہ کیا عجیب دلیل ہے حضرت مولنٰنا صاحب ایک غیر احمدی کو اس کے مسلمات سے قائل کرنے کے واسطے بطور ایک الزامی جواب کے اس کو لکھتے ہیں - کہ جن لوگوں کو تم مانتے ہو اُن میں سے بھی بعض نے اپنے آپ کو کبھی نبی کہا ہے - یہ تحریر بدر میں شائع ہوتی ہے - اور ایڈیٹر صاحب پیغام کے نزدیک یہ مفتی صاحب کا مذہب ہو گیا - اور جو اُنھوں نے بصراحت اُسی اخبار میں لکھا تھا کہ ... ۱۳ سال کے عرصہ میں حضرت مسیح موعود ایک نبی ہوا ہے - وہ صریح کذب بیانی ہو گئی - بریں عقل و دانش بباید گریست اس کی مثال ایسی ہے - جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب نے اپنے ترجمہ قرآن میں مسیح کے اس قول سے کہ اس قوم کو صرف یونس نبی کا معجزہ دکھایا جاویگا - عیسائیوں کو اُن کے اس مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے - کہ یونس تین دن مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا - اس کو مولوی محمد علی صاحب کا مذہب قرار دیا جائے - اور جہاں اُنھوں نے اس واقعہ یونس کے متعلق اپنا مذہب ظاہر کیا ہے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں داخل ہی نہ ہوئے تھے اس کو صریح کذب بیانی بتلایا جائے - بندہ خدا ایک مخالف کو اس کے بعض مسلمات کی طرف الزامی رنگ میں متوجہ کرکے اس کو کسی صداقت کیطرف پھیرنے کی کوشش کرنا ایک اور بات ہے - اور اپنا مذہب ظاہر کرنا ایک جدا امر ہے - کیا حضرت مولنٰنا نے کہیں یہ فرمایا تھا کہ میں ان تیرہ کو نبی مانتا ہوں - جیسا کہ اُنھوں نے فرمایا کہ مرزا صاحب اگر نبوت کا دعویٰ نہ کرتے تو مطابق حدیث کیونکر صادق ٹھہرتے - جب کہ حدیث میں آنے والے مسیح کو نبی کہا گیا ہے ؟ سچ بات تو یہ ہے - کہ اس وقت تک سب کا یہی مذہب تھا - جو مفتی صاحب کا تھا - اسی واسطے تو مفتی صاحب کی تحریر پر سب خوش رہے - اور کسی نے اختلاف نہ کیا - مگر کسی شامت اعمال سے چند لوگوں کو اولاد نبی سے بغض پیدا ہوا اور چونکہ حضرت محمود کے منہ سے نبی کا لفظ نکل گیا - اس واسطے آپ لوگوں کے لئے یہ لفظ بطور چڑ کے ہو گیا - مگر جس کو خدا نے نبی بنانا تھا وہ نبی بن گیا - جس کو خلیفہ بنانا تھا وہ خلیفہ بنگیا اب کوئی اپنا سر پیٹ لے - یا مارے غم کے مارے ڈوب مرے - اس کے صادقوں کا کیا نقصان -

قاضی عبداللہ بی - اے - بی - ٹی

تحریک دعا

ایک احمدی بھائی ملک انگلستان میں ایک ابتلا میں گرفتار ہے اور احباب سے درخواست دعا کرتا ہے - احباب دعا کریں اللہ تعالےٰ کو سب علم ہے - کہ کس کے واسطے دعا کی جارہی ہے اس لئے نام بتانے کی ضرورت نہیں -

محمد صادق عفا عنہ

ہنگامۂ یورپ

جرمن حملہ کا آغاز لنڈن - ۹ - جون - فرانسیسی اطلاعات میں مرقوم ہے - کہ نہایت شدید گولہ باری کے بعد غنیم نے دریائے اواز کے مشرق میں نوایون اور مانٹی ڈیر کے محاذ پر از سر نو حملہ شروع کیا ہے ہم نہایت بہادری سے مقابلہ کر رہے ہیں - معرکہ پوری شدت سے جاری ہے -

خونریز معرکہ بعد کا تار آج تمام رات - اور صبح تک لڑائی شدت سے جاری رہی - دونوں بازوؤں پر تو قریب قریب دشمن کو روک دیا گیا اور دہنے بازو پر بھی دشمن کو سخت نقصان کے ساتھ سترد کیا گیا - البتہ مرکز پر دشمن دو میل تک ہمارے محاذ میں گھس آیا ہے - اور خونریز معرکہ جاری ہے - اس حملہ میں ۱۸ یا ۲۰ جرمن ڈویژن شریک ہیں اس کی سپاہ مستحفظ بھی مدد پر موجود ہے - یہ معرکہ بہت طویل ہوگا - اور غالباً ہنڈنبرگ اپنی سپاہ مستحفظ سے کام لئے بغیر اس لڑائی کو ختم نہ کریں گے -

دشمن کی مزید ترقی (بعد کا تار -) جرمن پیشقدمی جاری ہے - ہمارے بائیں بازو پر تمام حملے سترد کئے گئے - کورسلیس جس کو دشمن نے تسخیر کر لیا تھا - جوابی حملہ میں پھر حاصل کر لیا گیا - اور اپنے داہنے بازو پر بعد اٹنی کے قریب ہم نے دشمن کو روک لیا ہے - اور یہاں پانچسو قیدی بھی ہمارے ہاتھ آئے - مرکز پر دشمن نے مزید طاقت حاصل کر کے - اپنی پیشقدمی کو ایبن ہوبار کے موضع تک وسعت دی ہے - قیدیوں کا بیان ہے کہ دشمن کو سخت نقصانات پہنچ رہے ہیں - جرمن کاپیین کے اہم ریلوے جنکشن پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں - گو بعد میں وہ پیرس پر بھی بڑھنے کی کوشش کریں گے فرانسیسی لائن جو دارالحکومت کے سامنے قائم ہے وہ مانٹی ڈیر سے تھروزیس تک ایک خرطوم کی شکل میں ہے - اور خرطوم کے بیچ میں کاپیین واقع ہے -

پیرس کی حفاظت کرنیوالا علاقہ - اب پیرس کی حفاظت

کے لئے یہی مستحکم علاقہ باقی رہ گیا ہے۔ جس پر ہنوز دشمن کا قبضہ نہیں ہوا ہے۔ یہاں زمین مرتفع ہے اور یہیں سے پیرس کو ریل اور بڑی سڑک گئی ہے اس وقت گویا اتحادی سپاہ فرانس کے قلب کی حفاظت کر رہی ہے۔ اور اب اس کو یہاں پسپا ہونے کے لئے گنجائش نہیں ہے۔ دشمن کا کل دباؤ اس وقت انگریزی اور فرانسیسی سپاہ برداشت کر رہی ہے۔ لیکن اس کی مدافعانہ قوت پر پورا اعتماد کیا جاتا ہے۔ یہ امید ہے کہ جنرل فاچ اپنے جوابی حملہ میں پیرس کو جرمن سپاہ کے لئے قبرستان بنا دیں گے بہرصورت یہ لڑائی بہت ہی شدید ہوگی۔ کیونکہ جرمن ہر طرف اپنے حملوں کو وسعت دیں گے۔

حوصلہ افزا اطلاعات

لندن ۱۰ - جون - رائٹر کا نامہ نگار مقیم برطانوی صدر مقام ۹ - جون کی شام کو لکھتا ہے کہ میدان جنگ کی آخری اطلاعات حوصلہ افزا ہیں۔ فرانسیسی بڑی بہادری اور اصول جنگ کے موافق لڑ رہے ہیں دائیں بازو کی حالت یہ ہے۔ کہ باوجود شدید کوشش کے دشمن آگے بڑھنے کے ناقابل ہے۔ البتہ عقب میں جرمن ایک خرطوم کے آخری سرے واقعہ رسن سرمانز میں جو ہماری لائن سے نکلا ہوا تھا کامیاب ہوئے اور ۱۲ سو گز گہرا علاقہ زمین ان کو مل گئی۔ یہاں سے وہ خندقی توپوں کے ذریعہ سے آتشباری کر سکتے تھے۔ بہرکیف پہلے دن کی لڑائی کا نتیجہ ہمت شکن نہیں ہے

دشمن کے حملہ کا طریق

دشمن کے حملہ کا طریقہ بالکل ۲۰ - مارچ گذشتہ کے حملے کی طرح تھا۔ یعنی ڈیڑھ گھنٹے تک شدید گیاس چھوڑ کر ہمارے مدافعت کے لئے سنبھلنے سے پہلے ہماری لائن کو تہ و بالا کر دینے کے لئے ایک سخت حملہ سابق حملہ کی نسبت اس دفعہ دشمن کا حملہ سخت تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی اس کے نقصانات بھی بہت ہوئے۔ تکلیف دہ زمانہ آنے والا ہے۔ اور یہ یقینی ہے۔ کہ دشمن ایک شدید ترین لڑائی لڑیگا۔ لیکن وہ ہر کیلومیٹر کی پوری قیمت ادا کر رہا ہے۔

پیرس کی حفاظت کے لئے پیشبندی

پیرس ۹ - جون - گورنمنٹ نے ایک اعلان شائع کیا ہے جس میں وزیر جنگ کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ پیرس کی حفاظت کے لئے ایک مستحکم کیمپ تیار کریں اور محافظ سپاہ کی خوراک اور سامان حرب کی بہم رسانی کا انتظام کریں۔ پیرس کے جنگی گورنر اس کمیٹی کے صدر مقرر ہوئے ہیں۔

دشمن کی کامیابی

لندن ۱۱ - جون - گذشتہ شب کی فرانسیسی مراسلت میں مرقوم ہے۔ کہ دوسرے دن کے معرکے میں دشمن اپنے طاقتور حملوں کی مدد سے اسٹریس - ڈمنیش - اور رابی کور کی سمت بڑھ گیا۔ ہماری سپاہ نے انتہائی بہادری سے مقابلہ کیا۔ دشمن نے متواتر حملوں اور کثیر نقصان کے بعد میری - بلائے اور سینٹ مار کے مواضع کو تسخیر کر لیا۔ مارکیو گاس کے موضع میں بھی دشمن نے قدم جما لئے ہیں۔ شرق میں ایلنکور پر سخت لڑائی ہو رہی ہے۔ کورسیبی اور رابی کور کے درمیان ہم نے دشمن کو مسترد کر دیا۔ ہم نے دشمن کے گیارہ آلہائے پرواز گرائے۔

دشمن کی پیشقدمی

معقول قیمت ادا کرنے کے بعد دشمن نے آج تین میل مزید پیشقدمی کی۔ اور مارکیو گاس کے قریب البتہ دشمن سات میل آگے بڑھا ہے۔ یہ معرکہ نہایت ہی خونی ہے۔ جرمن گھنی جماعتوں میں حملہ کرتے ہیں جن کو ہماری توپیں اپنی آتشباری سے بچھا دیتی ہیں جب ایک مقام کو دشمن لیتا ہے۔ تو فوراً ہی فرانسیسی جوابی حملے کرتے ہیں۔ اور وہاں عموماً ان کو بکثرت جرمنوں کی لاشیں ملتی ہیں۔ پلیانٹ کی بلندی جرمن مردوں سے پٹ گئی۔ جرمنوں نے اس معرکہ میں کم و بیش اور تیس ڈویژنوں سے کام لیا ہے۔

دشمن کی پیشقدمی کی رفتار

دشمن کی پیشقدمی کی رفتار اس قدر سست ہے کہ وہ اپنی میدانی توپیں بھی پیدلوں کے ساتھ ہی لاتا ہے۔ البتہ اس کی بڑی توپیں ہنوز اپنی پرانی جگہوں پر قائم ہیں۔ توپخانہ کی قوت دونوں طرف سے برابر ہے۔ لیکن چونکہ فرانسیسی اس صدمہ کی حالت سے اچھی طرح واقف ہیں اس لئے ان کی نشانہ بازی اچھی ہے۔ دشمن جس استقلال اور مستعدی سے باوجود اپنے کثیر نقصانات کے لڑ رہا ہے۔ اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ یا تو فیصلہ حاصل کر کے رکنا چاہتا ہے۔ یا جب تھک کر خستہ ہو جائیگا تو مجبوراً اسے بیٹھ جانا پڑے گا۔

اتحادیوں کے بحری حملے

لنڈن ۱۱ - جون امارت بحری نے تفصیل شائع کی ہے کہ بلجیم میں ۹ مقامات پر ۲ جون سے ۹ جون تک دس حملے کئے گئے - ۱۴ ٹن وزنی گولے برسائے گئے - اور زیبرجیں کی گودی سرپالٹر اور سینٹ ڈینس کے مغربی ہوائی مستقر میں آگ لگا دی گئی برونگ کی گودیوں میں چار مواقع پر آگ لگی - اور ۳ جگہ دھماکے ہوئے - زیبروگ میں آلات ہوائی کی آتشباری ہوئی دشمن کے آلات ہوائی کو بھگا کر ہماری تمام مشینیں صحیح و سالم واپس آگئیں۔

۲۸۸ قیدی گرفتار کئے

لنڈن - ۱۱ - جون - ایک برطانوی کمیونیک مظہر ہے کہ مارین کورٹ کے جنوب میں ایک جنگی کارروائی میں کل ۲۸۸ قیدی ہمارے ہاتھ آئے - جن میں ۵ - افسر

غنیم کی پیشقدمی کی اہمیت

اخبارات لکھتے ہیں کہ غنیم کی پیشقدمی کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ اس نے بہت ہی اہم علاقہ پر قبضہ کیا ہے۔ لیکن وہ لکھتے ہیں کہ ہنوز جرمن یہ مقصد نہیں حاصل کر سکے ہیں کہ اپنی لائن کو سیدھا کریں اور اس معرکے میں انھوں نے بمقابلہ پچھلے معرکوں کے نقصانات بہت زیادہ اٹھائے ہیں۔

موجودہ حالت

اب حالت یہ ہے کہ مرکزی محاذ پر اور اپنے داہنے بازو پر فرانسیسی دور تک پسپا ہو گئے ہیں۔ دریائے آدانز اور آین کے درمیان حالت بہت پریشان کن ہوتی جاتی ہے کیونکہ اس علاقہ میں گھنے جنگل ہیں جن کی آڑ میں دشمن آگے

باہتمام شیخ عبدالرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر بادکان کے لئے شائع ہوا